سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳؍ ۸)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے ⎫ ایڈیٹرز
پادری غلام مسیح صاحب ⎭
مینو منزل وارث روڈ لاہور
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم ۔ اے (امپرس روڈ - لاہور) مینیجر

نور افشاں

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے اور
مضامین و اشتہارات وغیرہ
برائے اندراج بنام ایڈیٹرز
ارسال فرما کر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۵ دسمبر ۱۹۲۴ء	نمبر ۴۹

رُباعیاتِ مِنّت

۸۱ اولاد کے حق میں اُن کو منظور یہ تھا — مِنّت یہ زبان زد تھا مشہور یہ تھا
تعلیم کے ساتھ کوئی پیشہ بھی سکھائیں — کہتے ہیں یہودیوں میں دستور یہ تھا

۸۲ ایذا کم کھتی نہ دار یا سولی سے — جھلتی نہ ملا زمانِ معمولی سے
مِنّت لینا جو اغلامی کا نہ پھر — معزولی بہتر اب ہو مشغولی سے

۸۳ ایجاد کے خانہ میں لگا کر ہندی — ہندی کی نکالیں نہ یہ ہندی چندی
یورپ کے مقابل میں ابھی تک مِنّت — بس توپ کی گشتی کے بیاہیں ہندی

۸۴ میکہ تو کھلا ہُوا خزانہ سمجھو — آزادیِ خواب و آب و دانہ سمجھو
لیکن بچے دخترانِ ہند اے مِنّت — سسرال نہیں ہے جیل خانہ سمجھو

۸۵ ہوتے ہی سحر کے روز دن گھٹتا ہو — ساعت گھٹتی پل اور چھِن گھٹتا ہے
مِنّت گھڑی پل منٹ کے مجموعہ سے — بڑھتی نہیں عمر بلکہ سِن گھٹتا ہے

۸۶ بس دُور ز رنج باش سی و صد سال — با دولت و گنج باش سی و صد سال
مِنّت ز مسیح پاک میخواہ اینکہ — اے جارج پنج باش سی و صد سال

۸۷ مردے کہ زن از برای نان اور دست — بر زن بچہ وجہ گوئے سبقت بُردست
دنداں شکنش جواب از مِنّت گیر — مرد است بعلم گر نخواند مُرد است

۸۸ السو مسیح سے ہے لازم ڈرنا — دم اُن کی اطاعتوں کا ہر دم بھرنا
رکھنا یہ اصول زندگانی مِنّت — مرنا ہے کسی کی چاپلوسی کرنا

۸۹ مِنّت نے کبھی یہ بات کتنی معقول — تعلیم کو لڑکیوں کی مت جانا بھول
جو اُن سے سُنیں یہ سیکھ لیتی ہیں وہی — بچوں کا کنارِ مادراں ہے اسکول

۹۰ لڑکے لکھ پڑھ کے تولیں مرتبہ عالی — لڑکیاں زیورِ تعلیم سے بالکل خالی
خانہ بربادی کے آثار نہ ہوں کیوں مِنّت
ناقص العقل جو عاقل کی بنے گھر والی

نارووال کا گرجا گھر

جناب مدیر صاحب ۔ نور افشاں تسلیم۔

بوساطت اخبار ہٰذا میں آپ کے ناظرین سے نارووال (جس کو اگر نارووال شریف کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا) گرجا گھر کے بڑھانے کے لئے امداد کا خواہاں ہوں۔ تقریباً پانچسو سال ہوئے ہیں اس قصبہ کو مسمی نارسنگھ نے آباد کیا تھا۔ ملتان کے اروڑے ہند و ایک شخص مسمی حبیب اللہ کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے وہاں سے نقل مکانی کر کے آ بسے اور یوں جماعت خواجگان نارووال کی ابتداء ہوئی۔ شروع میں مسٹر فٹز پیٹرک اور مسٹر ابرج اور پادری لائین صاحب نے یہاں انجیل جلیل کی منادی کی۔ بعد میں ڈاکٹر بروس ۱۸۵۹ء میں آئے اور دیگر صاحبان کے بعد مرحوم پادری بٹمین صاحب نے یہاں اپنی زندگی انجیل کی خدمت کے لئے وقف کی۔ اور خداوند کے لئے آدمیوں کے مچھوے بنے۔ میاں پولس۔ میاں سپتا۔ پادری صادق صاحب۔ میاں نصرت اللہ۔ پادری وارث الدین۔ جسونت شیر سنگھ۔ پادری دینا ناتھ۔ پادری سالک۔ پادری دوعا دامل ۔ ڈاکٹر قنا۔ ڈاکٹر ناصر۔ پادری واعظ۔ پادری لاجپت۔ پادری احسان اللہ۔ شیخ رحمت اللہ۔ ڈاکٹر عطار و وغیرہ کے اسمائے گرامی سے بچہ بچہ واقف ہے۔ یہ سب اور بہیتوں دیگر اصحاب خداوند کے قدموں میں آئے اور نجات ابدی کے وارث

ہوئے۔ مسٹر بوس۔ مسٹر گھوش۔ مسٹر مکرجی۔ مسٹر چٹرجی کی ان تھک کوششوں اور مسیحی زندگیوں نے ہزار رنگ اثر کیا۔ پادری لارنس صاحب۔ پادری گف صاحب اور دیگر دیسی اور پردیسی پادری صاحبان کی کوششوں سے گاؤں گاؤں میں مسیحی جوق در جوق ہو گئے اور اب خدا کے فضل سے نارووال اور اُس کے علاقہ میں تقریباً سات ہزار مسیحی آباد ہیں

موجودہ گرجا گھر پادری بمبیں صاحب نے ۱۸۹۳ء میں تعمیر کروایا تھا۔ اس گرجا کا تمام خرچ مسز لیو ایلن ایک خاتونِ ویلز نے برداشت کیا تھا۔ لیکن اس گرجا میں چھت صرف چانسل پر ہی پڑی ہے اور باقی جگہ جو ۸۰ فٹ x ۳۰ فٹ ہے غیر مسقف ہے۔ یہ چانسل اب لڑکوں اور لڑکیوں کے سکولوں کے بڑھنے اور مسیحیوں کی تعداد کے بڑھنے کی وجہ سے تنگ ہو گئی ہے اور غیر مسقف جگہ پر چھت ڈالنے کے لئے کثیر زر چاہیے پس چرچ کمیٹی نے یہ تجویز کی ہو کہ اسی چانسل کی دیواروں کو ۱۲ فٹ پرے ہٹا کر گرجا کو بڑھایا جائے۔ اس تجویز کے مطابق ہم کو ۷۲۰ (سات سو بیس) مربع فٹ اور جگہ مل جائیگی اور اس پر خرچ تقریباً تین ہزار روپیہ ہوگا۔

کل پنجاب کے مسیحیوں سے درخواست ہو کہ اس گرجا کو بڑھانے کے لئے اس کار خیر میں نارووال اور اُس کے علاقہ کے مسیحیوں کا ہاتھ بٹا کر اپنی ہمدردی کا عملی طور پر ثبوت دیں۔ پنجاب کے مسیحیوں کے لئے تین ہزار روپیہ دینا کونسی بڑی رقم ہے۔

ع۔ قطرہ قطرہ شود بسیار

احقر العباد۔ برکت اللہ

انگلش گورنمنٹ نے مصر اور سوڈان پر بغیر مزاحمت کے قبضہ کر لیا ہو مصر نے اقوام کی لیگ میں پوری آزادی کو حاصل کرنے کے لئے اپیل کی ہے۔ انگلش گورنمنٹ نے مصری گورنمنٹ پر خلاف قانون کارروائی کرنے کا الزام دیا ہے۔

دہلی

لوکل کنونشن

یہ بھی ایک روحانی ہوا ہے جو ہندوستان میں چل رہی ہو۔ زندگی اور تازگی بخش رہی ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ سب جگہ یکساں مفید ہو۔ نیچر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی ہوا بعض پودوں کو سرسبز اور تازہ کر دیتی ہو۔ بعض نونہال مرجھا جاتے ہیں۔ بعض خشک ہو جاتے ہیں۔ جیسے سہیل جائے انساں سے کند جائے ادیم۔ کچھ ہو۔ مگر کلیسیا میں یہ بیداری کے نشان ہیں۔ ولایت کی کیزک کنونشن سنا کرتے تھے۔ ہمارے ملک میں تو جابجا کنونشنیں ہونے لگ گئی ہیں کچھ عرصہ سے دہلی میں بھی کنونشن کا آغاز ہوا ہو۔ مگر یہ اور کنونشنوں سے نرالی ہے۔ یہ صرف لوکل کنونشن ہے اس میں عام دعوت نہیں۔ جیسے سہارنپور۔ یا سیالکوٹ کی۔ یہ صرف مقامی مسیحیوں کی روحانی ترقی کے واسطے ہو۔ دہلی دار السلطنت ہو۔ وہاں مشنوں کی بھرمار ہے۔ وہاں ۷۔ ۸ قسم کی کلیسیائیں ہیں۔ جو اپنے اپنے طریقے اور اپنے اپنے عبادت خانے رکھتی ہیں۔ یہ کنونشن اُن میں اتحاد پیدا کرنے کی خاطر شروع کی گئی ہے۔ امسال یہ کنونشن ۲۴ سے ۲۷ اکتوبر تک ہوا کی۔ اتحاد کی سب سے عجیب بات جو اس میں ہوئی ہے وہ آج تک کسی کنونشن کو نصیب نہیں ہوئی۔ باوجودیکہ برسوں سے سیالکوٹ کنونشن جاری ہے اور تمام کلیسیاؤں کے مسیحی وہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ مگر ایسا وہاں کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ ۲۶ تاریخ اتوار تھا۔ تمام گرجے بند۔ سب مسیحی عبادت کے واسطے کنونشن کیمپ میں حاضر خیال فرمائیے۔ ایس۔ پی۔ جی۔ بائی چرچ۔ بپٹسٹ۔ میتھوڈسٹ۔ آر۔ پی مشن۔ ڈے چرچ۔ چند رومن کیتھلک عیسائی بھی۔ سب نے ملکر ایک ہی جگہ عشاء ربانی لی۔ پاک رفاقت میں شریک ہوئے۔ یہی اتحاد کی حقیقی بنیاد ہے۔ اس اتحاد کا سہرا دہلی کنونشن کے سر پر باندھا گیا۔ خدا اس اتحاد کو قائم رکھے۔ یہ خیال نہ کیا جاوے کہ اس میں صرف آزاد مسیحی ہی شامل ہوئے ہونگے۔ بلکہ مشنوں کے کارندے اور سب پادری شامل تھے۔ سب پادریوں نے ملکر اس کو انجام دیا۔ نہایت ادب اور شائستگی سے۔ رفاقت میں شریک ہوئے یہ ہندوستان کی کلیسیا کے واسطے نہایت ہی نیک فال ہو۔ خدا کرے کہ یہ نیک تحریک دوسری جگہ کی کلیسیاؤں میں بھی اپنا نیک اثر دکھاوے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

کنونشن کا انتظام مسٹر ایس۔ پی سنگھا جنرل سکرٹری وائی۔ ایم سی کے سپرد تھا۔ جسکو انہوں نے نہایت ہی خوبی اور خوش اسلوبی سے نباہا۔ کیوں نہ ہو آخر بابو سنگھا صاحب مرحوم کی نسل میں ہیں۔ غیور مسیحی ہیں۔ خدا عمر دراز کرے۔ جوان ہیں۔ مگر عقل دادا کی رکھتے ہیں۔

اس کنونشن میں بڑی خوبی یہ تھی کہ کھانے پینے کا کوئی جھگڑا نہ تھا۔ ہر ایک شخص اپنے گھر سے کھاتا تھا اور اپنے گھر میں سوتا تھا اور روحانی خوراک کنونشن سے لیتا تھا۔ آخری میٹنگ بڑی شان کی ہوئی۔ تمام کیمپ بھرا تھا۔ رات کا وقت تھا۔ سکولوں کے لڑکے لڑکیاں۔ استاد و استانیاں مرد و عورت۔ بوڑھے جوان سب حاضر تھے۔ بڑے آرام و اطمینان سے کلام سنا اور عبادت کی۔ جی تو حقیقی خوشی سے بھر گیا۔

البتہ مجھے ایک بات کا افسوس ہوا اور یہ افسوس مجھے ہمیشہ ہی ہوتا رہا۔ جب کبھی میں ہندوستان میں ایسی کنونشنوں میں گیا گانے بجانے اور حمد و ثنا میں کوئی ترقی نہیں گیت بھجن غزلیں وہی دقیانوسی جو آج سے ساٹھ برس پہلے تھے۔ وہی اب تک ہیں۔ دنیا میں دل نہیں لگتا۔ کیوں من بھولا ہے۔ یا وہی انگریزی ٹیونیں۔ خدا کے فضل سے پنجاب نے اس کام میں خوب ترقی کی ہے۔ دیسی راگ۔ نئی غزلیں نئے گیت۔ زبور نئے سے نئے گویا یوں کہو تازہ بتازہ و نو بنو۔ کہنے کو تو کہہ دیتے ہیں دیکھا جب

نور افشان

مطبوعہ ۔ ۵ دسمبر ۱۹۲۴ء

حل الاشکال

یسوع مسیح کا تین دن رات قبر میں رہنا

بعض اصحاب یسوع مسیح کے مصلوب ہو کر دفن ہونے اور تین دن رات قبر میں رہ کے زندہ ہونے کے بیان سے معترض ہو کر کہا کرتے ہیں کہ یسوع مسیح تین دن قبر میں نہیں رہے ایسے اصحاب کی آگاہی کے لئے ہم ذیل میں واقعات و حالات انجیل کو ترتیب دیکر حقیقت کا اظہار کئے دیتے ہیں۔ لکھا ہے اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دکھایا جائیگا۔ متی ۱۶: ۴ و مرقس ۸: ۱۱-۲ و لوقا ۱۱: ۲۹ ÷

دوسری قسم کا کلام

اور وہ تیسرے دن زندہ کیا جائیگا متی ۱۷: ۲۳ اور وہ قتل ہونے کے تین دن بعد جی اُٹھیگا۔ مرقس ۹: ۳۰ و ۱۰: ۳۴ اور وہ تیسرے دن جی اُٹھیگا۔ لوقا ۱۸: ۳۳۔

بظاہر ان آیات میں تخالف معلوم ہوتا ہو۔ مگر دراصل تخالف نہیں ہے۔ کیونکہ مرقس نے جو تین دن کے بعد کی رپورٹ دی ہو۔ دوسرے انجیل نویس اس کے معنے تیسرے دن کے کرتے ہیں۔ اس وجہ سے تخالف نہیں ہے۔ مزید براں مرقس کا بھی یہی مطلب معلوم ہوتا ہو کیونکہ تین دن کے بعد وہ کسی چوتھے دن کا ذکر نہیں کرتا ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ تین دن کے ختم ہونیکی خبر دیتا ہے۔

اب تیسری قسم کی آیات کا مطالعہ کرو

یسوع مسیح کے صلیب دیئے جانے کے بیان کو پڑھو مرقس ۱۵: ۲۱-۳۲ و لوقا ۲۳: ۲۶ و ۳۳-۴۳ و یوحنا ۱۹: ۱۷-۲۴ و متی ۲۷: ۳۲-۴۴۔ یہاں پر یسوع مسیح کے صلیب دیئے جانے اور وفات پانے کا سبت سے پیشتر کا دن مذکور ہوا ہے جو تیاری کا دن مشہور تھا۔ مرقس ۱۵: ۴۲ گویا یسوع مسیح جمعہ کے روز صلیب پر وفات پاکر دفن کئے گئے۔ کیونکہ جمعہ کے روز دوپہر کے قریب صلیب دیئے گئے تھے۔ مرقس ۱۵: ۳۳۔

تین دن رات قبر میں رہنے کا عرصہ

اور سبت کے بعد ہفتہ کے پہلے دن پو پھٹتے وقت مریم مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں۔ متی ۲۸: ۱ جب سبت گذر گیا تو مریم مگدلینی اور یعقوب کی ماں مریم اور سلومی نے خوشبودار چیزیں مول لیں تاکہ آکر اُس پر ملیں وہ ہفتہ کے پہلے دن سویرے جب سورج نکلا ہی تھا قبر پر آئیں مرقس ۱۶: ۱-۲۔

لیکن ہفتہ کے پہلے دن وہ صبح سویرے ہی ان خوشبودار چیزوں کو جو تیار تھیں لیکر قبر پر آئیں لوقا ۲۴: ۱ ہفتہ کے پہلے دن مریم مگدلینی ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا قبر پر آئی۔ یوحنا ۲۰: ۱+

ان آیات سے پہلی حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ یسوع مسیح کی قبر پر عورتیں سبت گذر جانے کے بعد ہفتہ کے پہلے دن گئی تھیں۔

اس پہلے دن میں رات کا پہلے شمار آیا ہے۔ جو ہفتہ کے پہلے دن کے حصہ کا جزو ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے ہر ایک دن کی رات پہلے شمار ہوتی تھی۔ اور دن سورج غروب ہونے پر ختم ہوا کرتا تھا جس کے بعد ہی چاند دکھائی دینے پر دوسرا دن شروع ہو جاتا تھا۔ شام و صبح پہلا دن ہوا پیدائش ۱: ۵ اس کے مطابق یسوع مسیح جمعہ کے روز صلیب پر وفات پاکر قبر میں مدفون ہوئے تو حسب ذیل صورت میں تین دن رات آپ کا قبر میں رہنا ثابت ہے یعنی جمعہ کی رات جمعہ کا دن سنیچر یا سبت کی رات سنیچر یا سبت کا دن۔ اتوار کی رات اور اتوار کا دن۔ گویا تخمیناً تین راتیں اور تین دن آپ کا قبر میں رہنا ثابت ہے اتوار کی رات کی صبح کو آپ کا قبر میں نہ پایا جانا ثابت ہے۔ اور اتوار کی رات اتوار کے دن کا ایک حصہ تھی۔ لہٰذا انجیل بیان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اس کے سوا مرقس نے یسوع مسیح کی پیشینگوئی میں تین دن کے بعد جی اُٹھنے کی جو خبر نقل کی ہے اُس کے معنے خود مرقس کی زبانی بھی تیسرے دن زندہ ہو نے کے ثابت ہیں۔ کیونکہ خود حضرت مرقس اپنے بیان میں یسوع مسیح کو تین دن کے بعد زندہ نہیں کرتا ہے۔ بلکہ تیسرے دن زندہ کرتا ہو۔ لہٰذا انجیل بیان میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا ہے۔

یسوع مسیح کے شاگردوں کی کمزوریوں پر نظر

گذشتہ نمبر میں یسوع مسیح کے شاگردوں کی ان چند کمزوریوں کا مختصر ذکر کیا گیا۔ جو حق کے متلاشیوں کو عموماً ناپسند معلوم ہوا کرتی ہیں۔ اُن کے گذشتہ ذکر میں ہم نے صرف ناظرین کرام کو ایک بات ہی تبلائی تھی۔ وہ یہ تھی کہ انجیل نویس یا مسیح کے حواری نہایت راستگو تھے۔ اُنہوں نے اپنی کمزوریاں چھپانے کی ہرگز کوشش نہیں کی تھی۔ نمبر ہذا میں ہم اُن کی کمزوریوں پر غور کرتے ہیں یسوع مسیح کے شاگرد اسرائیلی تھے۔ پیشے کے اعتبار سے مچھوے تھے۔ مگر سب کے سب خواندہ اور پڑھے لکھے لوگ تھے۔ مگر اپنے وقت و زمانہ کے علوم میں منتہی نہ تھے۔ اُن کی سمجھ میں اُن کے اُستاد کی گو بعض باتیں نہ آتی تھیں تو بھی وہ اپنے ہموطنوں کی نسبت جو اعلے سے اعلے سمجھ کے اصحاب تھے اپنے اُستاد کی باتوں کو زیادہ سمجھا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے

بڑے بڑے عالم اس کی باتوں کو سمجھ کر اس کی پیروی اور شاگردی سے محروم رہتے تھے۔ مگر حواری اس کے پیرو اور شاگرد تھے پس جہاں جہاں اُن کی بابت یہ بات لکھی گئی ہے کہ اُس کے شاگرد اس کی کوئی بات نہ سمجھے وہاں وہ اپنے اُستاد کی بلند خیالیوں کا اظہار کرتے ہیں۔

یسوع مسیح کے شاگرد اپنی شاگردی کے دنوں سے اپنے اُستاد کی صلیبی موت کے دن تک اپنے اُستاد کے کاموں اور تعلیم کو اس وجہ سے لکھتے نہ تھے کہ اُن کا اُستاد اُن کو سکھانے اور اپنی باتیں یاد کرانے کے لئے خود اُن کے ساتھ تھا۔ وہ خود کوئی لکھی ہوئی پُرانے عہد نامہ کے سوا تحریر اُن کو سنایا کرتا تھا۔ اُس کی تمام باتیں عمل تھیں ایسے حال میں شاگردوں کا اپنے اُستاد کی باتوں کو بھول جانا ایک قدرتی امر تھا۔ انہیں معانی کی بھول کا وہ خود ذکر کر چکے ہیں

ان کی ایک کمزوری دعا میں سستی کی مذکور ہوئی ہے۔ یہ بھی اُن کے تعلیمی زمانہ کی کمزوری ہو پھر یہ کمزوری بھی اُن کے اُستاد کی دعائیہ زندگی کے تعلق مانی گئی ہو۔ جو ساری ساری رات دعا میں گذار دیا کرتا تھا۔ پس اُن کے اُستاد کے سوا وہ دنیا کے کسی آدمی کے مقابل ہرگز دعا میں سُست و کمزور نہ تھے۔ اُن کے اُستاد نے کبھی ان کو ان معانی کا الزام نہیں دیا کہ وہ دعا کرنے والے نہ تھے۔ البتہ بعض خاص موقعوں پر انہوں نے جسمانی تکان وغیرہ سے مجبور ہو کر اپنے اُستاد کے ساتھ اتنی دیر تک دعا نہ کر سکے جتنی دیر تک اُنکا اُستاد دعا کرنا چاہتا تھا۔ مگر یہ بھی تعلیم و تربیت کے زمانہ کا فعل تھا۔ جس پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا ہے۔

تعلیم و تربیت کے زمانہ میں اُن میں بڑا چھوٹا ہونے کے خیال کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر تھا۔ اس بات کو کوئی بھی شاگردوں کی کمزوری خیال نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یسوع مسیح نے اس خیال کی اصلاح کے لئے فرمایا تھا کہ جو کوئی تم میں بڑا ہونا چاہے وہ چھوٹوں کی خدمت کرے۔

رائی کے دانے برابر ایمان کے حصہ نے بعض نے علم اصحاب کو بھی عجیب مشکل میں ڈالا ہے اس کی اصلیت اسی قدر ہے کہ ایک شخص اپنے بیمار لڑکے کو یسوع مسیح کے شاگردوں کے پاس لایا کہ وہ اُسے اچھا کر دیں۔ مگر وہ اسے اچھا نہ کر سکے تب شخص مذکور اپنے لڑکے کو یسوع مسیح کے پاس لے گیا اور اُس نے اُسے اچھا کر دیا۔ تب شاگردوں نے خود یسوع مسیح سے پوچھا کہ ہم اسے کیوں اچھا نہ کر سکے؟ تب یسوع مسیح نے جواب میں فرمایا کہ اپنے ایمان کی کمی کے سبب سے کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائیگا متی ۱۷: ۲۰-۲۱۔

یہ واقعہ یسوع مسیح کے شاگردوں کے مسیحی ایمان کی کمی کی ہرگز مثال نہیں ہے۔ بلکہ اس بات کی مثال ہو کہ جو اختیار و اقتدار یسوع مسیح نے خدا کی بادشاہت کی منادی کے احکام کے ساتھ بیماروں کو چنگا کرنے کا دیا تھا اُس کے کام میں لانے کی ناکامی سے علاقہ رکھتا ہو۔ بیماروں کو چنگا کرنے کی قدرت کا حصول نے امتحان کیا اور وہ فیل ہوئے۔ اُنہوں نے اپنے اُستاد سے اپنے فیل ہونے کا سبب دریافت کیا۔ اُن کے اُستاد نے اُن کے فیل ہونے کا سبب یہ بتلایا کہ تم میں ایمان کی کمی تھی۔ اس کمی کو کوئی حق پسند بے ایمانی نہیں کہہ سکتا۔ اس میں شبہ نہیں کہ یسوع مسیح کے شاگرد اپنے اُستاد کے مصلوب ہونے تک روحانی قوت و قدرت کے حصول اور اس کے کام میں لانے میں ایسے دلیر ظاہر نہیں ہوئے جیسے اُن کو ظاہر ہونا تھا۔ وہ یسوع مسیح کی زندگی میں بہت کمزور رہے۔ اُن سے بڑی بڑی غلطیاں بھی ہوئیں۔ جنکا ہم پیشتر ذکر کر چکے ہیں۔ لیکن تو بھی وہ یسوع مسیح کے ایماندار اور وفادار تھے۔ گو ان میں سے ایک نے اپنے اُستاد کو تیس روپیہ میں پکڑوا دیا تو بھی وہ اپنے اس فعل پر ۔۔ اس قدر نادم ہوا کہ خودکشی کر کے مر گیا۔ متی ۲۷: ۳-۱۰۔ گو ان میں سے ایک شاگرد نے خوف و دہشت سے متاثر ہو کر اپنے اُستاد کا تین دفعہ انکار کیا۔ تو بھی وہ اپنے اس ناواجب فعل کے اثر کا پر زار زار رویا متی ۲۶: ۷۵۔ گو دوسرے شاگرد اسے گرفتاری کے وقت چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اور اپنے دشمنوں کے غلبہ سے خائف ہو کر چھپتے پھرتے تھے۔ تو بھی اپنے مسیحی ایمان پر قائم و ثابت تھے وہ صاحب عقل و علم ہو کر ایسے بھی زود اعتقاد نہ تھے کہ وہ ہر ایک بات کو جو یسوع مسیح کے نام سے اڑائی جاتی تھی بغیر سوچے سمجھے قبول کرنے والے تھے۔ اب اگر یسوع مسیح کے شاگردوں کی ان کمزوریوں کو کمزوریاں ہی خیال کر لیا جائے تو ہم کہینگے۔ کہ ہم اُن کے ساتھ سخت سلوک روا رکھتے ہیں۔ ہمارے معترض یسوع مسیح کے مصلوب ہو جانے کے دن تک اُس کے شاگردوں کی جس قدر کمزوریاں شمار کرنا چاہیں کر لیں مگر یسوع مسیح کے مصلوب ہونے کے بعد اُن کا مسیحی رہنا اُسی قدر زیادہ ایک شاندار معاملہ نکلیگا جس قدر اُن کی کمزوریاں افسوسناک ہیں (باقی دارد)

اختصار لکچر پادری جانویر صاحب
پی۔ ایچ۔ ڈی فرخ آباد
مضمون مسیح و ہندوستان

یہ مضمون یعنے مسیح و ہندوستان اس قدر اہم ہے کہ اس کو ٹالنا ممکن نہیں کیونکہ (۱) مسیح سے دونوں مذاہب یعنے اسلام و ہندو مذہب کو حضرت عیسےٰ و سری یسوع کرشٹ مہاراج سے کچھ نہ کچھ انسیت ضرور ہو۔ قرآن میں اُن کا ذکر ہے۔ اور ہندو دھرم میں اوتار کی تعلیم ہے (۲) فی زمانہ جبکہ مسیحیوں کی شمار میں بمقابل دوسرے مذاہب کے کہیں زیادہ ترقی ہو رہی ہے۔ اس مضمون کو ٹالنا مشکل ہے (۳) تیسرے جو لوگ کہ مسیحی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں وہ تمام مذاہب و تمام ذاتوں میں سے ہو رہے ہیں اور عیسائی ہر پیشے میں پائے جاتے ہیں۔ یعنے اب اُن کا اثر ہر جگہ ہے ڈاکٹر ان میں ہیں معلم ان میں ہیں۔ وکیل ان میں ہیں۔ پولیس



لیڈرس ان میں ہیں - وزیری ان میں ہیں - وموڈرڈ اور ان میں ہیں - الیس مضمون سے ہم کچھ کچھ شمار کر سکتے ہیں

(۴) پولٹیکل لیڈروں کو دیکھیئے کہ اُن کا خیال و میلان بھی اور مسیح کی طرف کیا ہو۔

(۱) مہاتما گاندھی کو لیجئے وہ عیسائی نہیں۔ لیکن ہاں وہ مسیح کو مانتے ہیں اور ان کے حق میں کیا فرماتے ہیں جتنے لوگ اس سنسار میں گذرے ہیں اُن میں سے کسی ایک کے حق میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُس نے ویسا ہی کیا۔ جیسا کہا ویسا ہی کیا۔ سوائے یسوع مسیح کے۔ اس کے علاوہ مہاتما نے اور بہت کچھ بھی کہا ہے۔

(ب) مولینا محمد علی صاحب کی نسبت اخباروں میں شائع ہوا تھا کہ جب وہ قیدخانے میں تھے تو انہیں بائبل کے مطالعہ کی خواہش ہوئی اور انہوں نے مہاتما سی۔ ایف انڈروس کے ذریعہ کچھ کتب مسیحی منگوانا چاہیں۔ یہ کیوں ہوا؟ ان کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ پولٹیکل لیڈر کو مسیح کی تعلیم اور نمونے سے کچھ سیکھنا ضرور ہو۔

(۵) پانچویں۔ اب ذرا دینی معاملات کی طرف دیکھیئے۔ سناتن دھرم کے لوگ قریب قریب متفق ہیں کہ مسیح کو اپنے اوتاروں کی مانند ایک اوتار تسلیم کریں۔ راجہ رام موہن رائے برہمو سماج کے بانی کا خیال جو مسیح کے لئے تھا وہ تو سب پر روشن ہی ہے اور برہمو سماج کس قدر جماعت سے ملتی جاتی ہے۔ دیانند سرسوتی مخالف مسیح تو تھے۔ مگر تو بھی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ان کو زبردست سمجھتے تھے۔ کہ انہیں اُن سے بہت کچھ اندیشہ تھا۔ اور اس ہی لئے اُنہوں نے اس کی مخالفت پورے زور سے کی۔

ان تمام اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ مشنری یہاں سے چلے جائیں تو چلے جائیں۔ لیکن مسیح ہرگز ہرگز یہاں سے نہیں جا سکتا۔

(۶) اخباروں کے دیکھنے سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ یہ کہ مسیحی خیالات و تعلیم اور مسیح کے اقوال۔ خیالات کی ٹکسال میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور رواج پا گئے ہیں۔ ماڈرن ریویو اور انڈین سوشل رفارمر و دیگر اخبارات میں اکثر مسیح کا ذکر ہوتا مسیح کی نسبت بحث ہوتی اور مسیحی تعلیم کے مضمون لکھے جاتے ہیں اور مضامین میں اکثر بائبل کے اقتباسات پائے جاتے ہیں۔

ان باتوں سے ظاہر ہے کہ مسیح اب ہند میں آ گئے ہیں اور یہاں سے وہ ہرگز نہیں جا سکتے۔ اور ہندوستان کو اُن کا سامنا کرتا ہے۔ اور فیصلہ کرنا ہے کہ یسوع اُس کے واسطے کیا ہے؟

ہند کو جس کی ضرورت ہو وہ مسیح ہے

(۱) ہندو اور مسلمان نا اتفاقیوں کے مٹانے کا بس جو ایک ذریعہ ہو وہ درمیانی راستہ ہو جہاں دونوں جماعتوں میں اتفاق ہو سکتا ہے اور بجز اس کے اور کوئی راستہ نہیں تاریخ شاہد ہے کہ سب طریقے۔ یہاں تک کہ مہاتما کا ۲۱ دن کا روزہ بھی اس معاملہ میں بیکار رہا۔ جو کچھ دہلی ملتان لکھنؤ اور الہ آباد میں ہوا ہے اُس سے ہم سب واقف ہیں۔

اگر ہندوؤں و نیز مسلمانوں سے پوچھا جائے کہ وہ کونسا مذہب ہو کہ جس کو وے اپنے اپنے مذہب کے بعد سب سے اچھا خیال کرتے ہیں تو دونوں سے یہی جواب ملیگا کہ "دوسرا مذہب عیسائی مذہب ہو"۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جھگڑوں سے نجات فقط اسی کے ذریعہ ممکن ہو۔

ہندو صاحبان اوتاروں کے معتقد ہیں اور اس میں نش کلنک اوتار کی تعلیم پائی جاتی ہو اور اہل اسلام حضرت عیسیٰ کو روح اللہ مانتے ہی ہیں۔ پس درمیانی راستہ یہی ہے۔

(۲) ہندوستان کے اعلیٰ خیالات یا مقاصد کے تکمیل ویدا ہونے کی مثال ہمیں یسوع مسیح میں پورے طور سے ملتی ہے۔

مثال (۱) وہ یوگیوں کا یوگی تھا۔ "میں باپ میں اور باپ مجھ میں ہے"۔ وہ سنیاسیوں کا سنیاسی تھا۔ اُس کے واسطے دنیا میں سر دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

(۳) مسیح موجودہ زمانہ کی احتیاج کو پورا کرتا ہے (۱) موقع اور محل سے کام کرنا اور کام میں چستی دکھلانا مسیح ایک سست معلم نہیں تھا۔ اُس کی نسبت لکھا ہو کہ فی الفور اُس نے یہ کیا فی الفور اُس نے وہ کیا وغیرہ۔ (انجیل مرقس) (ب) سوشل سروس۔ اگر آج مسیح اس ملک میں ہوتے تو سیوا سمتی کے پریزیڈنٹ ہوتے (ج) دبی ذاتوں کو اُٹھانا۔ وہ نیچ ذاتوں اور حقیر لوگوں سے ملتے تھے جس کے لئے اُن کی نکتہ چینی کی گئی۔ مگر اُنہوں نے فرمایا "تندرستوں کو حکیم درکار نہیں بلکہ بیماروں کو۔ میں اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لوں بلکہ خدمت دوں" (د) عورتوں کی آزادی۔ ملک میں عورتوں کو تعلیم دینے اور اُن کو آزادی دلوانے کی خواہش ہے مسیح عورتوں کی بڑی تعظیم کرتا تھا۔ مثالیں موجود ہیں کہ اُنہوں نے عورتوں سے کیسے کیسے سلوک کئے۔

(۴) ایک اور بڑی خواہش بلکہ ضرورت ہے جس کو ہندوستان محسوس کر رہا ہے وہ سوراج ہے اور وہ یہ خواہش و ضرورت بھی پوری کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے پیشتر ایک اور سوراج یعنی شخصی سوراج کی ضرورت ہو جس کو ہم یسوع مسیح سے پا سکتے ہیں۔ یعنے پہلے ہم اپنی خودی کو اپنے بس میں کریں۔ اُنہوں نے اپنے کو اپنے بس میں کیا وہ خداوند کے تابع رہے۔ اگر ہم یہ کریں تو سوراج ہمیں فوراً ملجائیگا اور یہ سوراج بالکل صاف ستھرا و غیر جانبدار سوراج ہوگا۔

(۵) آخری بات جس کی وجہ سے ہند کو یسوع کی ضرورت ہے۔ وہ بہت زیادہ عمیق و ضروری ہے۔ اس میں ہمیشہ کی زندگی ہے مُکتی ہے یعنی گناہ سے آزادی ہے۔ قوت و قدرت ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے خدا سے یگانگت اور خدا سے ملجانا ہے۔ ہندوستان کا صدیوں سے

یہی نشانہ رہا ہے۔ قدیم زمانہ سے رشیوں کی یہی آرزو تھی کہ خدا سے یگانگت حاصل کریں آج وہ آرزو خداوند یسوع مسیح میں پوری ہوتی ہے۔

میں پھر آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ مضمون عیسائی اور ہندوستان ... تھا پس آپ ہم کو نہ دیکھیے اور ہماری مانند نہ بنیے بلکہ ہماری دعا ہے کہ آپ ہم سے کہیں زیادہ اچھے عیسائی ہوں آپ اسی کو دیکھیے جس کی نسبت علی العموم فرورت ہے۔

ڈی سی۔ لال ماسٹر مشن ہائی سکول فرخ آباد۔

کاروبار

گذشتہ سے پیوستہ

(از قلم مسٹر بنجمن مجوں)

ایک کاہل الوجود عیسائی نے قرض سے پریشان ہو کر اپنی نصف زمین بیچ ڈالی اور باقی نصف ایک محنتی کسان کو چکوتہ پر دے دی۔ میعاد گذرنے پر اس کسان نے آکر عیسائی سے کہا کہ جناب اگر آپ پسند فرمائیں تو زمین میرے ہاتھ بیچ ڈالیے۔ کاہل الوجود عیسائی یہ سن کر سخت حیران ہوا کہ میں اپنی زمین کا انتظام نہ کر سکا۔ اور پریشان تھا مجبوراً نصف زمین فروخت کر دی اور نصف تجھے چکوتہ پر دے دی۔ لیکن اتنا نفع تجھے کہاں سے ہوگیا کہ دو ہزار سالانہ چکوتہ دینے پر بھی تم نے اتنی مالیت پیدا کر لی ہے کہ زمین خریدنے کو تیار ہو۔ بیچارے کسان نے جواب دیا کہ جناب فرق صرف اتنا ہے کہ آپ نے اپنی زمین کو کہا کہ "جا" اور میں نے کہا کہ "آ"۔ آپ چپ چاپ آرام سے بیٹھے عیش کرتے رہے اور جائداد برباد ہوتی رہی۔ میں سویرے اُٹھا کیا اور خود محنت کی خود نگرانی کی۔

سروالٹر سکاٹ نے ایک نوجوان کو خط لکھا تھا کہ بھائی صاحب اپنے کام کو کبھی رائیگاں نہ کھونا جو کام کرنا ہو فوراً کر کے چھوڑو۔ کام سے فراغت پا کر آرام اور چین کرنا چاہیے لیکن کام کرنے سے پیشتر ہی تن آسانی کے خیال میں پڑنا کام کو کند چھری سے ذبح کرنا ہے۔ اور نتیجہ ظاہر ہے۔ کسی پلٹن کے سپاہیوں کو دیکھو کہ اگر صف اول میں بے قاعدگی ہوگی تو پچھلی صفیں ضرور پریشان اور ابتر ہونگی۔ اُن کا کوچ کرنا۔ ان کی تیزی اور اُن کی سُستی سب کچھ صف اول پر موقوف ہے۔

ٹھیک یہی حال کاروبار کا ہے Well begun is half done

اگر یہ نہیں تو آخر کاموں کا ہجوم ہو جائیگا اور کاموں کے نیچے دب کر کچومر نکل جائیگا اور ایسی پریشانی کا مقابلہ انسانی دماغ سے باہر ہے۔

اللہ اکبر۔ کس بزرگ کا ذکر آگیا۔ کہ میری گستاخ زبان خوف تقدس سے گُنگ ہوتی ہے۔ ۳ اگست کو میں لاہور میں تھا کہ ایک غیر معلوم روحانی کشش مجھے اُس بزرگ کے آستانہ مبارک کی طرف کشاں کشاں لے گئی جس نے مروجہ مسلمانی کو اپنی "تحقیق الاسلام" ڈھول سے چیخ چنبری دکھا دیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پیر جوان بخت اُس وقت بھی کام میں غرق ہے۔ جب اللہ میاں بھی استراحت فرماتے ہیں۔ جب میں اپنی قیام گاہ کو واپس لوٹا تو گھنٹوں سوچا کیا کہ کیا قابل تقلید زندگی ہے۔ ایک ہم ہیں کہ گپ بازی ہی سے فرصت نہیں۔

دوستو! وقت کی قدر کرو۔ وقت کی پوری قدر کرنے سے انسان جتنی سے ہر کام کو وقت پر کر سکتا ہے۔ اٹلی کا ایک مشہور ڈاکٹر ڈوزی وقت کو اپنی جائداد کہتا ہے۔ اُس کا قول ہے کہ یہ وقت ایک ایسی جائداد ہے جس میں بغیر تردد اور تلاش کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

لیکن اگر پوری کوشش کی جائے تو کبھی کوئی بغیر پھل دیئے نہیں رہتی۔ ضرور کچھ نہ کچھ معاوضہ ملتا ہے۔ لیکن اگر بیکار چھوڑ دی جائے تو اس میں سوائے کانٹوں اور فضول جھاڑیوں کے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا۔"

وقت کے حقیقی استعمال کا ایک ادنٰے سے ادنٰے فائدہ یہ ہے کہ انسان بہت سی بُرائیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ کاہل اور بیکار شخص کا دماغ "شیطان کی دوکان" ہے اور بیکار آدمی "ابلیس کا تکیہ"

ہمارا اچھے اچھے اور مفید کاموں میں مشغول و مصروف رہنا گویا زمین کا رعایا سے آباد رہنا ہے لیکن بے کار رہنا اس زرخیز خطہ کا ویران اور خالی رہنا ہے۔ بیکار آدمی کے خیالات کے دروازے کھلے رہتے ہیں اس وقت حرص۔ لالچ۔ حسد۔ بُرائی۔ فسق و فجور اور دیگر گندے خیالات دماغ میں گھُس کر وہاں شیطانیت کا جھنڈا گاڑ دیتے ہیں۔ جن لوگوں کو بحری سفر کا اتفاق ہوا ہو وہ خوب جانتے ہیں کہ بغاوت ہمیشہ اس جہاز میں پھیلتی ہے۔ جس کے ملازم بیکار رہیں۔ بیکاری کے عالم میں مسٹر شیطان اُن کے کان میں یہ پھونک دیتا ہو کہ چلو کپتان کا کام کرو۔ اور جہاز پر اپنا قبضہ کر لو۔ یہی وجہ تھی کہ ایک کپتان جہاز کا یہ معمول تھا کہ جب جہاز میں کوئی کام نہیں ہوتا تھا تو وہ نوکروں کو حکم دیتا تھا کہ لنگر ذرا اِنکی ہی صاف کرو۔

کاروباری آدمی وقت کو دولت سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر مجھ سے پوچھو تو حقیقت میں وقت دولت سے کہیں بڑھ کر بیش بہا ہے۔ وقت کو اچھی طرح استعمال کرنا ترقی کی بنیاد اور نیک چلنی کا فونڈیشن سٹون ہے۔ ہر وہ گھنٹہ جو شن کمپونڈ کے مناددوں کی طرح کاہلی اور سستی اور دیگر واہیات کاموں میں صرف کیا جاتا ہے۔ اگر اس کو بطریق احسن استعمال کیا جائے تو اسی ایک گھنٹے کی بدولت چند برسوں میں ایک جاہل عالم اور بیوقوف عقلمند بن سکتا ہے۔ ہندوستان میں مشن کمپونڈ





سستی اور کاہلی کی یونیورسٹیاں ہیں۔ ایک دلچسپ مضمون ہے۔ جس پر ہم کسی دوسری فرصت میں قلم اٹھائینگے اور ہم بتائینگے کہ کیونکر اچھے اچھے دماغ نشن کمپونڈوں میں بیکار اور معطل پڑے رہتے ہیں اور آخر یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

وقت اگر کاموں میں صرف کیا جائے تو زندگی ثمر دار ہو سکتی ہے اور موت غلہ کاٹنے کی ایک عمدہ فصل۔ احسن اور عمدہ خیالات۔ اچھے تجربے ہمارے لئے مضر نہیں انہیں ہم جہاں چاہیں ساتھ ساتھ لئے پھریں۔ ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ سفر و حضر میں ایک شفیق دوست ایک مہربان ہمدم اور دانا مصاحب ہیں اور لطف یہ ہے کہ ان کی مصاحبت اور رفاقت میں کوڑی تک صرف نہیں ہوتی۔ وقت کا اچھی طرح استعمال کرنا آرام اور چین کے لئے موقع اور وجاہت حاصل کرنے کا نہایت عمدہ طریقہ ہے۔ پریشانیوں سے بچ سکتا ہے۔ وقت کو برباد کرنے سے مصیبت اور پریشانی سر پر کھڑی رہتی ہے۔

مشہور پروفیسر آرنلڈ (علی گڈھ کالج) ایام گرما کی تعطیلات بسر کرنے کے لئے ولایت جا رہے تھے اور مولانا شبلی نعمانی پروفیسر عربی بھی اُن کے ہمراہ قسطنطنیہ کی سیر کو جا رہے تھے کہ سمندر میں اُن کا جہاز طوفان میں گھر کر غرق ہونے کو تیار تھا۔ پروفیسر نہایت اطمینان سے اپنے کیبن (کمرہ جہاز) میں بیٹھے ہوئے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ مولانا شبلی گھبراہٹ کی حالت میں دوڑے دوڑے آئے۔ اور کہا کہ پروفیسر آرنلڈ جہاز غرق ہونے کو ہے۔ اور تم کتاب پڑھ رہے ہو۔ آرنلڈ نے جواب دیا اگر جہاز کو غرق ہونا ہے تو ضرور ہوگا ہم اپنا وقت کیوں ضائع کریں۔ ہماری زندگی کا ایک منٹ لعل و جواہر سے قیمتی ہو۔ اس نصیحت کا اثر مولانا شبلی پر بے حد ہوا۔ وہ بھی اُسی وقت کتاب لیکر بیٹھ گئے اور خوش قسمتی سے جہاز بھی بچ گیا۔ مشہور انگریزی جرنیل نیلسن نے ایک دفعہ فرمایا میری ترقی کا راز اسی میں ہے کہ میں ہمیشہ ہر کام پر پندرہ منٹ پہلے ہی تیار رہتا ہوں۔ واشنگٹن سابق صدر جمہوریہ امریکہ کا سکرٹری ایک دفعہ دفتر میں وقت مقررہ سے چند منٹ بعد پہنچا۔ واشنگٹن صاحب نے دیری کی وجہ دریافت کی تو سکرٹری نے منہ بسور کر جواب دیا کہ جناب میری گھڑی کی چال کچھ غلط ہو گئی اور ٹھیک وقت معلوم نہ ہو سکا۔ واشنگٹن نے اُس سے کہا۔ بھائی یا تم نئی گھڑی مول لو یا ہم نیا سکرٹری مقرر کریں۔ ورنہ اس طرح تو کام نہیں چلنے کا۔ جو شخص اپنے وقت کا پابند نہیں وہ دوسروں کے آرام اور چین کو بھی برباد کر دیتا ہے۔

اگر آدمی اعلیٰ درجہ کا کاروباری ہونا چاہے تو انہیں مذکورہ صفات کے علاوہ مضبوطی اور استقلال میں بھی اُسے اتنی چالاکی اور سمجھ ہونی چاہئیے کہ وہ وقت پر فوراً معلوم کر سکے کہ اس جگہ کس ڈھب سے کام ہو سکتا ہے اور پھر اس کام کو فوراً اسی ڈھب سے مستعدی اور استقلال کے ساتھ پورا کرے۔ ان صفات کی ضرورت خاصکر اُن حالتوں میں بہت ہوتی ہے جن حالتوں میں انسان کو خلق اللہ کی ایک جماعت کثیر پر حکمرانی کرنی پڑتی ہے۔ جیسا فوج کے افسروں کو نہ صرف بہادر اور لڑاکا ہی ہونا کافی ہے۔ بلکہ کاروباری اور محنتی بھی ہونا ضروری ہو۔ اسکو اتنی لیاقت ضرور ہونی چاہئیے کہ اتنا تو معلوم کر سکے کہ کونسا آدمی کس کام کے سپرد کئے جانے کی لیاقت رکھتا ہو۔ یہ صفت یورپ کے دو بڑے جرنیلوں میں تھی اور وہ بے شک اعلیٰ درجہ کے کاروباری آدمی تھے۔ ان میں ایک نپولین اور دوسرا ولینگٹن تھا۔ افسوس میرا مضمون لمبا ہو گیا اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر میں آپ صاحبان کو زیادہ پریشان نہ کرونگا۔

صرف اتنی درخواست ہے سے

کارے بکن اے فلاں و غنیمت شمار
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

ریزولیوشن دربارہ وفات مسٹر جے ڈی سمسن صاحب مرحوم

طلبا علم الٰہی۔ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ کا ایک اجلاس خاص بغرض اظہار افسوس و ہمدردی بر وفات جناب مسٹر جے۔ ڈی سمسن صاحب سابق طالب علم مدرسہ الٰہیات گوجرانوالہ بروز منگل بتاریخ ۱۳ نومبر ۱۹۲۳ء کو سیمنری ہال میں منعقد ہوا اور حسب ذیل ریزولیوشن ہمدردی کھڑے ہو کر پاس کیا گیا۔ اور مجھے ہدایت ہوئی کہ میں اس کی ایک کاپی مرحوم کے اعزا و اقربا کو اور ایک ایک کاپی پنجاب کے چند نامی اخبارات کو بھیجوں۔

بندہ شہباز۔ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ

ریزولیوشن

ہم طلبا تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ دلی رنج اور غم سے اپنے برادر و رفیق مسٹر جے۔ ڈی سمسن کی بیوقت و اچانک موت پر اظہار افسوس و تاسف کرتے ہیں۔ اس کی یاد ہر دم ہمارے دلوں میں تازہ ہے اور ہم سب اس کو دلی پیار و محبت سے یاد کرتے ہیں۔ ہمارے خداوند کو یہ منظور ہوا کہ وہ ہمارے پیارے بھائی کو اپنے ابدی جلال میں داخل کرے۔ جہاں ہم سب جو اس کے ایماندار بندے ہیں جانے والے ہیں ہم کو یہ معلوم ہے کہ سب چیزیں ملکر خدا سے محبت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں۔

گو اُس کی ایکایک جدائی کا ہم میں سے ہر ایک کو نہایت صدمہ و قلق ہے۔ لیکن ہم اُن بے اُمیدوں کی طرح ماتم نہیں کرتے جو مسیح سے باہر ہیں۔ بلکہ ہم کو آس

بڑی امید سے کیا ہی اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ ہم اپنے عزیزوں اور دوستوں کو جو ہم سے پیشتر باپ کے ابدی آرام میں داخل ہوتے ہیں پھر ملینگے۔

ہم درگاہ ایزدی میں دعا کرتے ہیں کہ خداوند ہمارے مرحوم دوست کے عزیز و اقربا کو صبر جمیل عطا فرما دے اور وہ جس نے محبت پدری سے زخم لگایا ہو وہی اسے چنگا بھی کرے۔

ہم اپنے عزیز کے عزیزوں کے ساتھ دلی ہمدردی رکھتے ہیں اور اُن کے اس رنج میں شریک ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہماری ہمدردی و ماتم کا پیغام اُس کے خاندان تک پہنچایا جائے۔ فقط

از جانب طلبا تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ
۱۸ نومبر ۱۹۲۴ء

ہندو اور آریہ

گذشتہ سے پیوستہ

اتنے ہی حوالجات پر اکتفا کر کے اب ہم بتاتے ہیں کہ آریہ سماج کے عقیدہ کا رکن نمبر ۱ یہ ہے کہ

ہندو وحدت الٰہی کے منکر | "ایشور سچدانند سروپ وغیرہ۔۔۔ کی عبادت کرنی واجب ہے"۔

مگر ہندو لوگ سوا ایک ایشور سچدانند کے انگنت اشیاء کی پرستش کرتے ہیں جنکی تردید میں سوامی جی کی کتاب پُر ہے۔

(۱) "جو پتھر وغیرہ کو پوجتے ہیں وہ بالکل وید کے مخالف ہیں"۔ (ست ر صفحہ ۴۰۸) (۲) "بت پرستی ادھرم (بیدینی) ہے"۔ (ست پر صفحہ ۴۰۸) (۳) "وید کے خلاف کتابوں میں اوہ تی پوجا کا بیان بھی ادھرم ہے"۔ (ست پر صفحہ ۴۴۴) (۴) "بت پرستی کے تمام جھگڑے کی بنا جینی ہی ہیں۔ اور تمام پاکھنڈوں کی بنا بھی جین مت ہی ہے"۔ (ست پر صفحہ ۵۸۳) (۵) "وہ پتھر وغیرہ کے بتوں اور ۔۔۔۔ (نخش نام)

کی پرستش میں تمام دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش کا پورا ہونا ماننے لگے"۔ (۶) اصل میں پتھر وغیرہ بتوں کی پرستش کی بنا جینیوں نے قائم کی ہو۔ جب وہ پتھر وغیرہ بتوں کی پوجا میں لگ گئے تو **پرمیشور کی پرستش** اور اس کا ماننا کم ہو گیا"۔ (۷) کنٹھی۔ ٹیکے کا لگانا۔ مالا کا پہننا۔ بُت پرستی وغیرہ کرنا۔ یہ تمام ریاکاری کی باتیں چکرانتوں کی چلائی ہوئی اب تک ان میں پائی جاتی ہیں"۔ (ست پر صفحہ ۴۹۵) (۸) جس وقت جینیوں کے پوپ پورانک پوپوں کے چیلوں کو بہکانے لگے اس وقت پورانکوں نے خیال کیا کہ کوئی ایسی تجویز ہونی چاہیئے کہ جس سے اُن کے چیلے جینی نہ ہو جائیں۔ ان میں یہ تجویز قرار پائی کہ جینیوں کی مانند اپنے بھی اوتار بنائے جائیں۔ مندروں میں بُت رکھے جائیں۔۔۔ ان لوگوں نے بھی جینیوں کے ۲۴ تیرتھنکروں کی طرح اپنے ۲۴ اوتار۔ مندر۔ اور بُت بنائے وغیرہ"۔ (ست پر ۴۸۶)

پس معلوم ہوا کہ ایک خدا کے بجائے متعدد دیوی دیوتاؤں اور پتھر وغیرہ اشیاء کی پرستش کرنے والے بھی ہندو ہی تھے ہم محض بخوف طوالت اس قسم کے صدہا حوالجات میں سے چند ایک بطور نمونہ پیش کر کے ایک اور اصولی عقیدہ پر آریہ سماج اور باقی فرقہ ہائے اہل ہنود کا اختلاف و تضاد دکھاتے ہیں۔

ہندو تناسخ کے منکر | پنڈت دیانند صاحب اپنی پوتھی موسومہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں زیر بحث "تناسخ کا بیان" لکھتے ہیں کہ "جو جیو پچھلے جنم میں جس قسم کے دھرم کے کام کئے ہوتے ہیں انہیں کے مطابق اگلے جنموں میں بہت سے اعلیٰ اعلیٰ جسم حاصل کرتا ہے اور اسی طرح جو پاپ کے کام کئے ہوتا ہو وہ اگلے جنم میں انسان کا جسم نہیں پاتا بلکہ حیوان وغیرہ کا جسم پاکر دکھ بھوگتا ہو۔ پچھلے جنم کے کئے ہوئے پاپ پاپُن کے مطابق سزا یا جزا پانے والا جیو پچھلے جسم کو چھوڑ کر ہوا۔ پانی۔ نباتات وغیرہ اشیاء میں داخل

ہو کر اپنے پاپ پاپُن کے مطابق کسی جون میں پڑتا ہے۔ جو ایشور کے کلام یعنی وید کو بخوبی جان اور سمجھ کر اُس پر عمل کرتا ہے وہ مثل سابق بہتر عالموں کا جسم پاکر سکھ بھوگتا ہے اور اُس کے خلاف عمل کرنے سے ترک یعنے حیوانات وغیرہ کا جسم پاکر دکھ پاتا ہو"۔ (ریگو بھومکا مترجمہ نہال سنگھ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

مگر ہندوؤں ہی میں دو فرقے ہیں جو کہ تناسخ کو نہیں مانتے چنانچہ حوالہ جات مندرجہ ذیل سے اس دعوٰی کی صداقت ثابت ہو جاتی ہو۔

(۱) سوامی دیانند صاحب برہم سماج اور پرارتھنا سماج کے متعلق بحث کرتے ہوئے ان کو مخاطب کرتے ہیں۔ کہ وہ۔

"آپ لوگوں کا آواگون (تناسخ) کو نہ ماننا عیسائیوں اور مسلمانوں کی تقلید ہو۔۔۔۔ تمہارے عقیدہ کے مطابق تو پرمیشور بھی نکما ثابت ہوتا ہو۔ تناسخ کے نہ ماننے سے کئے ہوئے اعمال کا منہدم ہونا اور نہ کئے ہوؤں کا پیش آنا ظلم اور بے انصافی ہے"۔ (ست پر صفحہ ۵۰۱ طبع اول)

(۲) یہ چارواک وغیرہ (فرقوں والے) بہت سی باتوں میں متفق ہیں۔ لیکن چارواک والے جسم کی پیدائش کے ساتھ جیو کی پیدائش اور اُس کے فنا ہونے کے ساتھ جیو کا بھی فنا ہونا مانتے ہیں۔ تناسخ اور پرلوک (عاقبت) کو نہیں مانتے۔ ایک پرتیکش پرمان سوا انومان وغیرہ ثبوتوں پر یقین رکھتے ہیں۔۔۔۔ بدھ اور جینیوں کا چارواک والوں سے صرف اس قدر اختلاف ہے کہ اول الذکر پرتیکش وغیرہ وچاروں پرمان آر لی جیو۔ تناسخ۔ پرلوک۔ اور مکتی (نجات) پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ موخر الذکر نہیں لیکن ناستک پن (دہریہ پن) وید اور ایشور کی مذمت غیر مذاہب سے کینہ اور خالق کی ہستی سے منکر ہونا وغیرہ باتوں میں سب متفق ہیں (ست پر صفحہ ۵۲۳ و ۵۳۴)

جینیوں کی بحث کرتے ہوئے سوامی جی اُن کا ایک

سوال یوں درج کرتے ہیں۔

(س) سوال۔ جیسے دھان کا چھلکا اتارنے سے یا اُسے آگ پر پکانے سے اُس کا بیج پھر نہیں اُگتا۔ اس طرح نجات یافتہ جیو (روح) پھر پیدا ہونے اور مرنے کی تکلیف والے جہان میں نہیں آتا۔ (ست پر ۵۶۳) (باقی باقی)

خان

سوڈان میں غدر

قاہرہ ۲۸ نومبر۔ گیارھویں سوڈانی فوج مقیم خرطوم کی دو نیم کمپنیوں نے بغاوت کر دی اور فوجی ہسپتال پر دھاوا کر دیا اور برطانوی اور دو شامی ڈاکٹروں کو ہلاک کر دیا۔ برٹش فوجی سپاہیوں نے باغیوں پر گولیاں چلائیں جن کا بہت سخت نقصان جان ہوا۔ (بندے ماترم)

سوڈان میں مقیم فوج کا تعمیل حکم سے انکار

قاہرہ ۲۷ نومبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ مصری افسران اور فوجی سپاہیوں نے قائم مقام سردار کے سوڈان کو چھوڑنے کے احکامات کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک مصری گورنمنٹ انہیں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیگی وہ ایسا نہیں کرینگے۔ اس پر انہیں فوجی سپاہیوں نے گھیر لیا۔

خرطوم گورنمنٹ نے قاہرہ کو تار دیا جس میں درخواست کی گئی کہ وزارت کا اجلاس منعقد کیا جائے جس نے فیصلہ کیا کہ وزیر جنگ کو ہدایات بھیجدینا چاہئے تاکہ خونریزی نہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ سوڈان میں مقیم مصری افسران کا ایک تار قاہرہ کو بھیجا جانے دیا۔ جس میں بیان کیا گیا تھا کہ۔

ہمیں برٹش فوجی سپاہیوں نے گھیر لیا ہوا ہے اور ہم میں سے ہر ایک آدمی کے پاس صرف ۲۰ کارتوس تھے جو مقابلہ کے لئے ناکافی ہیں۔ کیونکہ برطانوی سپاہیوں کے پاس بے شمار سامان بارود ہے۔ کیا گورنمنٹ مصر ہمیں یہاں سے چلے جانے کے احکامات بھیجیگی تاکہ خونریزی نہ ہو۔ (ر)

مصری صورت معاملات کی نزاکت

لنڈن ۲۰ نومبر۔ انگریزوں اور مصریوں کے درمیان تنازعہ کے تصفیہ کے لئے جو نامہ و پیام ہو رہا ہے اُس کے متعلق ٹائمز کا نامہ نگار مقیم قاہرہ مظہر ہے کہ تسلی بخش طور پر جاری ہے۔ مشکل صرف یہ تھی کہ اہل مصر صورت معاملات کی نزاکت نہیں سمجھتے تھے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ وہ حسب معمول سودا کر سکتے ہیں یا معاہدہ کردہ شرائط پر بحث کر سکتے ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ وزارت کوئی راہ مفر ڈھونڈ رہی ہے۔

قوم پرستوں کے وفد کیطرف سے پروٹسٹ

قاہرہ ۲۸ نومبر۔ قوم پرستوں کے وفد کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں سابقہ وزارت کی زغلول پارٹی کے کئی ممبر شامل ہیں۔ اس اجلاس نے ایک ریزولیوشن پاس کیا جس میں زغلول پاشا کے غیر ملکی اخبارات کے نمائندوں کے سامنے بیان کے خلاف پروٹسٹ کیا۔ جس میں علاوہ دیگر باتوں کے زغلول پاشا نے کہا تھا کہ مجھے امید ہو کہ نیل کے سمندر کے متعلق برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تصفیہ ہو جائیگا۔ ریزولیوشن میں اعلان کیا گیا ہے کہ زغلول پاشا کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصری گورنمنٹ خوفزدہ ہو۔ حالانکہ اہل مصر کوئی ایسا ڈر محسوس نہیں کرتے۔ مصری قوم نیل کے سمندر کے متعلق سمجھوتہ نہیں چاہتی۔ بلکہ اپنے حقوق پر اصرار کرتی ہے۔ مصری افواج کے سوڈان سے واپس بلائے جانے اور ڈٹیوں کی گرفتاریوں کے متعلق رائے ظاہر کی گئی ہے۔ کہ ایسی کارروائی کی اجازت دے کر مصری وزارت نے کانسٹیٹیوشن پر برطانوی حملہ کو منظور کر لیا ہے اور اعلان کیا گیا ہے کہ ایک ایسی گورنمنٹ کی کارروائیاں کہ جس نے گورنمنٹ کا سامنا نہیں کیا اور نہ ہی پارلیمنٹ کا اعتماد حاصل کیا ہے کوئی وقعت یا ہستی نہیں رکھتیں اور ملک کے لئے اُن کی تصدیق کرنا ناممکن ہے۔ (ر)

لارڈ ایلن بی کی علالت

قاہرہ ۲۸ نومبر۔ لارڈ ایلن بوجہ علالت سینٹ اینڈریوز کی دعوت میں شریک نہیں ہوئے۔ (ر)

مزید مشتبہ اشخاص کی گرفتاری

اکسفورڈ ۲۸ نومبر۔ مصر میں صورت معاملات بدستور پُرسکون ہے۔ صرف نئی بات یہ ہوئی ہے کہ کل صبح کئی مشتبہ مصریوں کی گرفتاری عمل میں لائی گئی۔ برٹش ریذیڈینسی اور مصری گورنمنٹ کے درمیان کئی معاملات کے متعلق بحث ہو رہی ہے۔ کہ جو معاملات کچھ عرصہ سے کارروائی کئے جانے کا مطالبہ کرتے تھے۔

قاہرہ ۲۷ نومبر۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تین گرفتار شدہ اشخاص کو جن کا اس سے پہلے ذکر کیا گیا تھا گورنمنٹ مصر کے حوالے کیا جائے۔ صبح ۷ بجے تین اشخاص کو گرفتار کیا گیا۔ عبدالرحمن فہمی فوارہ کا غسل کر رہا تھا جب ایک افسر مع سنگینوں سے مسلح فوجی سپاہیوں کے پہنچ گیا۔ یہ گرفتاریاں مفاد امن و سکون میں حفظ ماتقدم کے طور پر کی گئی ہیں۔ عبدالرحمن کو سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک فوجی عدالت نے انجمن انتقام کے سلسلہ میں سزائے موت دی گئی تھی۔ لیکن بعد میں یہ سزا پندرہ سال قید کی صورت میں منتقل کر دی گئی تھی۔ رہائی کے بعد وہ مزدوروں کا لیڈر بن گیا اور قاہرہ کے ابن حلقہ کی طرف پارلیمنٹ کا ممبر منتخب کیا گیا۔ نقراشی پہلے زراعت کی وزارت میں ایک آفیسر تھا۔ لیکن ۱۹۱۹ء کی سٹرائیک کے بعد اُس کو برخاست کیا گیا۔ اس کے بعد وہ قاہرہ کا نائب گورنر مقرر کیا گیا اور اس کے بعد محکمہ داخلہ کا نائب سکریٹری مقرر ہوا۔ مخالف اخباروں نے اس کی اس تقرری پر سخت نکتہ چینی کی۔

ولیم مکرام عبید سابق پروفیسر ایک برجستہ تقریر کرنے والوں میں سے ہیں۔ زغلول پاشا اس کو اپنا روحانی

لڑکا کہتے ہیں۔ انگریزی افسر کرام عبید کی ۱۳ نومبر کی تقریر کو عوام کو اشتعال دینے والی خیال کر رہے ہیں۔

لنڈن ۲۸ نومبر ان گرفتاریوں سے گورنمنٹ کے حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی بڑی انسدادی سازشیں موجود ہیں۔ گرفتاریاں بڑے دعویان کے ساتھ کی جا رہی ہیں۔ اور مزید گرفتاریوں کے لئے حکم دیدیا گیا ہے۔

قاہرہ ۲۸ نومبر۔ مصر کی پولیس نے ۳۰ اشخاص کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کئے ہیں۔ جن میں ۱۲ گرفتار کئے گئے ہیں۔

الپاہ اخبار کا خیال ہے کہ کل کے تین گرفتار شدہ اشخاص پر شک کیا جاتا ہے۔ کہ وہ موجودہ کیبنٹ کے ممبروں اور لارڈ النبی کو قتل کرنے کی سازش کر رہے تھے مصر کی پولیس نے مقامی طلبا کے لیڈر کو گرفتار کر لیا ہے

قاہرہ ۲۷ نومبر معلوم ہوا ہے کہ زاغلول پاشا نے یورپ جانے کے لئے پاسپورٹ مانگا ہے۔ (بندے ماترم)

مہاتما گاندھی ۴ دسمبر کو بمبئی میل سے لاہور تشریف لائینگے اور لالہ لاجپت رائے کی کوٹھی میں قیام فرمائینگے۔

دہلی ۲۸ نومبر امید ہے کہ اصلاحات کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی اپنے اجلاس آئندہ ہفتہ کے شروع میں ختم کر دیگی۔ اس اثنا میں یہ صاف ظاہر ہے کہ کمیٹی دو حصوں میں منقسم ہو جائیگی۔ ایک تو کثرت رائے ہوگی جو سرکاری ممبروں پر مع مہاراجہ بردوان مشتمل ہوگی۔ دوسری قلت رائے جو سر تیج بہادر سپرو۔ سر شو سوامی آئر۔ مسٹر جناح اور ڈاکٹر پرانجپے پر مشتمل ہوگی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کثرت رائے اپنے آپکو انہیں امور تک محدود رکھیگی جو اسے برای تحقیقات سپرد کئے گئے تھے لیکن قلت رائے تمام شہادت

کی پڑتال کریگی۔ اور کانسٹی ٹیوشن پر جلد نظر ثانی کئے جانے کے لئے شاہی کمیشن کی تقرری کی حمایت کریگی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ وائسرائے نے آئیندہ لیجسلیٹو اسمبلی میں پنڈت موتی لال نہرو کی بنگال آرڈیننس ۱۹۲۴ء کی تنسیخ کی تجویز کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دی

لنڈن ۲۸ نومبر۔ ڈیلی ٹیلیگراف کا پارلیمنٹری نامہ نگار مظہر ہے کہ بادشاہ سلامت کی تقریر میں جن باتوں کا ذکر کیا جائیگا اُن میں سے ایک لی کمیشن کی رپورٹ پر عملدرآمد کرنے کے متعلق ہوگا۔ گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام سفارشات کو منظور کر لیا جائے۔ مگر جتنی جلدی ممکن ہو اس معاملہ کے متعلق ایک قانون پاس کر دیا جائے۔

لنڈن ۲۸ نومبر۔ آئرلینڈ کا مشہور لیڈر مسٹر ڈی ویلرا رہا کر دیا گیا ہے۔ آپ کو موٹر میں بٹھا کر ڈوانیل لے جایا گیا اور وہاں ایک ٹرین میں جو ڈبلن کو جا رہی تھی بٹھا دیا گیا۔ مسٹر ڈی ویلرا ۲۴ نومبر کو بلفاسٹ میں گرفتار کئے گئے تھے اور آپ کو ایک ماہ کی سزا دی گئی تھی۔ کیونکہ آپ نے گورنمنٹ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شمالی آئرلینڈ میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔

بحر ہند میں سولہ ہزار تین سو جزیرے ہیں۔ ان میں سے صرف تین سو آباد ہیں۔ (اصلاح)

پودے دن کے کسی اور حصہ کی نسبت صبح ۸ بجے سے چھ بجے تک زیادہ تیزی سے بڑھتے ہیں۔ (〃)

برف کے گالوں کے اندر ہوا پانی سے ۹ گنی ہوتی ہے۔ اس حساب سے اگر دس انچ برف پڑے تو ایک انچ بارش کے برابر ہوگی۔ (〃)

سائنسدانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ ایک ایکڑ ۴۸۴۰ مربع گز زمین پر سورج کی اس قدر کرنیں پڑتی ہیں کہ اس کی گرمی سے تمام دنیا کی مشینیں چل سکتی ہیں۔

ہز رائل ہائینس پرنس آرتھر اور شہزادی کناٹ ۱۹ دسمبر کو بمبئی پہنچینگے اور دو ایک روز گورنر بمبئی ولیڈی ولسن کے مہمان رہینگے۔

اس کے بعد آپ پونہ جائینگے۔ ۲۴ دسمبر کو کلکتہ میں پہنچینگے اور گورنر بنگال کے مہمان رہینگے یہاں ۲۸ دسمبر تک قیام ہوگا۔

پنجاب کونسل میں گورنمنٹ پبلسٹی بیوریو کے لئے ۷۵ ہزار روپیہ منظور کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ مدت سے اسکی فکر میں تھی۔

پنجاب کونسل کے تازہ اجلاس میں سرکاری طور پر بیان کیا گیا۔ اکالی لیڈروں کا مقدمہ مارچ ۱۹۲۵ء سے پہلے ختم نہ ہوگا۔

پنجاب کونسل کے حال کے اجلاس میں گورنمنٹ نے اکالی لیڈروں کے مقدمہ کے لئے ۸۰ ہزار روپیہ کا مطالبہ کیا ہے۔

اس سے پہلے ۵۰ ہزار روپیہ خرچ کر چکی ہے۔ یہ ۸۰ ہزار بھی بارود کی طرح اڑا دیا جائیگا۔

حیدرآباد دکن میں انگلشمین کلکتہ کا داخلہ بھی بند کر دیا گیا۔ اخبار مذکور نے اپنے ایک مضمون میں نظام کو ہارون رشید سے تشبیہ دی تھی

وائسرائے نے معہ لیڈی ریڈنگ کاٹھیاواڑ کی ریاستوں کا دورہ کیا۔ اور بعدہٗ کو جوناگڑھ پہنچے۔

خبر ہے ای۔ آئی ریلوے کا انتظام ماہ حال کے اخیر میں گورنمنٹ اپنے ہاتھ میں لے لیگی۔ مناسب رسم ادا کی جائیگی۔

بھائی پھیرو کے اکالی معرکہ میں بیرو اب تک کل گرفتاریوں کی تعداد ۹۰۰۵ تھی۔ فریقین کی جدوجہد اب بھی جاری ہے۔

بنگال ہندو مہا سبھا کے اجلاس کلکتہ کے صدر ڈاکٹر پی سی رائے بنائے گئے ہیں۔

کو ہندوستان۔ گوگھوراگ گھورگھرتان۔ مگر جب جاکر سنو وہی پرانی تان۔

سنٹ اسٹفن چرچ کی مجھے ایک بات بہت پسند آئی ۲۹ تاریخ کو وہاں سنٹ اسٹفن ڈے تھا۔ ہر سال مقدس استفان کا عرس منایا جاتا ہے اور بڑی شان سے گانا بجانا۔ دعائیہ اجلاس۔ کھیل کود۔ اور اعلےٰ پیمانہ کی ضیافت گذشتہ سال ڈرگ میں بھی میں نے مقدس اندریاس کا عرس دیکھا تھا۔ کاشکہ ہماری پنجاب کی کلیسیائیں بھی اس دستور کو جاری کریں۔ اس مقدس دن میں صبح عبادت ہوئی سنٹ اسٹفن چرچ میں عشاء ربانی ہوئی۔ پادری چیٹر جی صاحب نے دہلی اسٹفن چرچ کی ہسٹری اچھی وعظ میں سنائی جو کہ نہایت دلچسپ تھی۔ ایسی یادگاریاں کلیسیا میں جان ڈال دیتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندو مسلمان بھی اپنے پیروں فقیروں کے عرس مناتے اور ان کے کارنامے سناتے رہتے ہیں۔ کاش کہ پنجاب میں بھی ایسا دستور جاری ہو جاوے۔ کم سے کم چرچ آف انگلینڈ میں تو ضرور ہونا چاہئے کیونکہ ان کے گرجے اکثر مقدسوں کے نام پر ہیں جیسے سنٹ جون۔ سنٹ پیٹر۔ سنٹ پال۔ سنٹ میری۔ ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں جس طرح اور تیوہار منائے جاتے ہیں ویسے ہی یہ بھی سہی۔ یہ سب زندگی کے آثار ہیں۔

آخر میں بندہ واعظ دہلی کی کلیسیاؤں کو اس مبارک اتحاد پر مبارکبادی دیتا ہے۔ اب دیکھنا قدم پیچھے نہ ہٹے۔

دعاگو۔ واعظ

انسدادِ شراب نوشی

گذشتہ سے پیوستہ

در رسالہ حاجی وجیہ الدین مالک رائل پاینیر کمپنی (تاجر اسلحہ) میرٹھ

تمام ملک میں کپڑا عمدہ اور بعض قسم کا بہت زیادہ فروخت ہونے لگا۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ لوگوں نے کفایت شعار بنکر روپیہ جمع کیا اور اس میں خرچ کر ڈالا۔ بلکہ اب طرز معاشرت کی خوبی اور خوش اسلوبی کے سبب سے لوگ اپنی اُس پہلی معمولی اور خراب طرز معاشرت پر قانع نہیں ہیں۔ جو کہ شراب نوشی کے زمانہ میں تھی۔ اب بہت سے تاجروں کی تجارت میں ۳۵ سے ۴۰ فیصدی اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کے نفاذ کے بعد اوماہا میں پہلے ہی ہفتہ کے اندر ایک تاجر نے دوسو نئے خریدار پیدا کر لئے۔ جنہوں نے ٹائی۔ کالر۔ اور رومال وغیرہ خریدے۔ نیویارک میں ہفتہ کے دن شام کو لوگ بجائے شراب میں غرق ہو کر بھٹکنے کے اب بازار سے اپنے گھروں کو سامان خرید کر لادے اور خانہ داری کی ضروریات فراہم کئے ہوئے آتے ہیں۔ زیورات کی تجارت کو کبھی ایسی ترقی نہیں ہوئی جیسی آجکل ہے کہ معمولی تاجر اور کاشتکار اور تمام باشندگان امریکہ ہیرے۔ جواہرات۔ گھڑیاں اور سونا چاندی خرید کر اپنے گھروں کو لاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور ہر قسم کی تفریح گاہیں جو مہذب اور بیضرر ہیں خاطر خواہ فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ کولوراڈو کا سرکاری اخبار اس طرح رقمطراز ہے کہ اس تحریک سے اخبارات کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ گو اس حکم کے نفاذ کے بعد اخباروں کو پانچ ڈالر ماہانہ کا نقصان ان اشتہارات کی وجہ سے ضرور پہنچا جو شراب کے متعلق شائع ہوا کرتے تھے اور ۳۵۰ ایسے خریدار کم ہو گئے جو شراب خانوں میں کام کرتے تھے۔ لیکن ایک سال کے بعد کولوراڈو میں چہار گونہ اشتہارات شائع ہونے لگے اور سہ چند خریدار بڑھ گئے بمقابلہ اس زمانہ کے جب ڈنور میں ساڑھے تین سو (۳۵۰) شراب خانہ اور پچاس آبکاریاں تھیں [illegible] اور خریداران اخبار بلاتاخیر چندہ ادا کرتے ہیں۔ یہ خیال غلط ہے کہ ہوٹلوں کو اس تحریک سے نقصان پہنچا اس لئے کہ شراب کی آمدنی جو دیگر آمدنی کا ۵ سے ۱۰ فی صدی ہوتی تھی اس طریقہ سے پوری کی گئی کہ ہوٹل والوں نے حجام کی دوکان مٹھائی کی شاخ۔ اخبارات کے اسٹال گاڑی کا کرایہ پر چلانا اور حمام خانے کھول دیئے۔

بعض بعض ہوٹلوں کو اس منافع سے دو چند فائدہ ہوا جو ان شرابخانوں کے کھولے جانے سے قبل ان کو ہوتا تھا۔ اسواسطے کہ لوگ آسودہ حال ہو گئے اور خوراک اور کمروں کے واسطے زیادہ روپیہ صرف کرنے پر تیار ہوئے۔ پہلے یہ لوگ خوراک اور کمروں کے لئے روپیہ صرف کرنا کبھی گوارا نہ کرتے تھے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہوٹل والوں کو اپنی عمارتوں میں اضافہ کرنا پڑا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ شراب کے سوداگروں کو اس تحریک سے نقصان عظیم پہنچیگا۔ مگر یہ خیال غلط ثابت ہوا جس سے ہر ایک کو حیرت ہو۔ چونکہ جہاں آبکاریاں اور شرابخانے تھے وہاں تجارتی اشیا بکنے لگیں۔ مثلاً سرکہ جات۔ دودھ۔ شربت۔ بالائی کا برف۔ مربہ جات۔ شوربے شکر اور آٹا وغیرہ ایسی چیزیں جو بے ضرر ہیں۔ واشنگٹن میں ۳ آبکاریاں تھیں ایک میں شربت اور عرق کی فیکٹری کھلگئی دوسری میں جہاں پچاس آدمی کام کرتے تھے بالائی کے برف کا کارخانہ جاری ہو گیا جس میں ڈیڑھ سو (۱۵۰) آدمی کام کر رہے ہیں۔ ۲۵ ہزار شراب کے پیپوں کے بجائے اب ۸ لاکھ گیلن برف تیار ہوتا ہے جو واشنگٹن کے باشندوں کے خرچ سے ایک چوتھائی زیادہ ہے۔ یہ بات خاص طور سے غور طلب ہے کہ اب برف کا استعمال دو چند ہو گیا۔ واشنگٹن کا صرف ایک شراب خانہ خود بند کیا گیا جسکی وجہ یہ ہے کہ مالکوں کو بہت فائدہ ہوا اور وہ بعض مندی خود اس تجارت سے علیحدہ ہو بیٹھے۔ اس نتیجہ کے تمام ملک امریکہ میں لوگ کم و بیش روایت کر رہے ہیں۔ جن گھروں میں شراب کے ہوٹل قائم تھے وہ فوراً زیادہ کرایہ پر اٹھ گئے۔ مثلاً نیویارک میں ایک قطعہ اراضی کی قیمت بجائے ۲۰ ہزار ڈالر کے پچاس ہزار ڈالر ہو گئی۔ اوہیو میں اور سڑک پر ۶ شراب خانے تھے۔ اب انکا کرایہ ۳۰۰ فیصدی زیادہ ہے۔ شریوپورٹ میں ایک آبکاری تھی جہاں ۷ آدمی کام کرتے تھے اور ساڑھے ۱۲ ڈالر تنخواہ فی ہفتہ پاتے تھے۔ اب یہاں برف کا کارخانہ کھلگیا اور ۳۰ آدمی کام کر رہے ہیں۔ جنکو ۴۰ ڈالر فی ہفتہ مل رہا ہے۔

ضرورت

بلند شہر کے ورنیکولر مڈل سکول کیلئے جس میں ۲۰۰ لڑکے تعلیم پاتے ہیں ۲ جنوری ۱۹۲۵ء کے روز ایک ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہو جو یا تو ایس۔ ایل سی ہو یا میٹرکولیشن پاس ہو اور سرگرم مسیحی ہو۔ رہائشی مکان کے ساتھ تنخواہ مبلغ ۳۵ سے ۵۰ روپیہ تک حسب تجربہ ملیگی۔ درخواستیں نقول اسناد کے ساتھ پادری اے۔ جے ہاروی صاحب سی۔ ایم۔ ایس مشن بلند شہر یو۔پی روانہ کرنی چاہئیں۔

ایک نادر موقع

یہ موقع ہرگز دوبارہ نہ دیا جائیگا

وے صاحبان جنکو سستے عمدہ مضبوط قابل اطمینان اور پائدار جوتے درکار ہوں۔ اس موقع کو ہرگز کھو نہ دینگے بلکہ ذرا نصف قیمت سے بھی کم قیمت پر خرید فرمائینگے قیمت تخفیف کرنے کی غرض یہ ہے کہ منڈے جوتوں کا موجودہ اسٹاک فروخت ہو جائے۔ نصف سول زائد لگا ہوا ہے۔ مگر نہایت نفیس اور ڈھنگ پر تیار کیا ہوا۔ اصل قیمت مبلغ تین روپیہ لیکن اب صرف مشن ملازمین کے ہاتھ فی جوڑہ جوتا مبلغ ایک روپیہ (عہ) کو فروخت کیا جائیگا۔ لہٰذا اپنے پیروں کے ناپ بھیجیں۔ اسکول کے طلبا کے لئے طلب فرمائے رعایتی قیمت عہ موجودہ مال فروخت ہو جانے کے بعد اس نرخ پر ہرگز آرڈر درج رجسٹر نہ کئے جائینگے۔

نوٹ۔ ہمارے کارخانہ سے علاوہ منڈے جوتے کے ہر قسم کا دیگر چمڑے کا سامان یعنے جوتے۔ بوٹ۔ اسٹیشن بوٹ بیلٹ ہینڈ بیگ۔ سوٹ کیس بستر بند و جولا آلس چمڑے کے ٹرنک۔ بندوق کے غلاف۔ زین و ساز۔ ہر قسم کے برش نیز گھوڑے و گاڑی کا سامان ٹپی۔ ڈیرے و دری۔ ربڑ ٹیس وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و کم قیمت پر دستیاب ہو سکتا ہے۔ اسکول کے طلبا و یتیم خانہ کے واسطے خاص رعایت کی جاتی ہے۔

آرمی پولیس اکوپمنٹ سپلائی کمپنی کانپور

اُردو ٹریکٹ

بلیک سٹون صاحب کے ٹریکٹ۔

(۱) مفلوج کا بیان (۲) ایک اندھے کی آنکھوں کا کھولا جانا۔ (۳) یائر کی بیٹی کا جلایا جانا (۴) یسوع فریسی کے گھر میں (۵) بیج بونے والا (۶) مسرف بیٹا (۷) فریسی اور محصول لینے والا (۸) نیک سامری (۹) ایک دولتمند اور لعزر کی تمثیل (۱۰) انگورستان کے مزدور (۱۱) نادان کنواریاں۔

(نوٹ۔ بارنگدار تصویروں والے ٹریکٹ الگ الگ نمبروں میں نہیں بکتے ۱۱ نمبر ملے ہوئے ۲ سو اور ایک ہزار کے پیکٹوں میں فروخت ہوتے ہیں اور نہایت خوبصورت اور مصورات ہیں۔)

اوپر کے تمام ٹریکٹوں کی قیمت ۱۰۰۰ عہ ۱۰۰ ۲ ؍

فرائض بشارت۔ غیر مسیحیوں میں منادی۔ منادی کی ذمہ واری۔ بشارت۔ خدا کی بادشاہت کی ترقی۔ خدا کا کام۔ نجات کا پیغام۔ پیغام رسانی کی تیاری وغیرہ صفحہ ۳۴ قیمت ۳ پائی۔

خلاصہ تعلیم عیسوی۔ خدا کی بابت تعلیم مسیح کا احوال بائبل کی آیتوں کا مجموعہ۔ روزمرہ کا ہدایت نامہ سوال و جواب کے طرز پر صفحہ ۲۹ ۳ پائی۔

حقیقی عرفان۔ عہد عتیق کی ۹ پیشینگوئیاں مسیح کے حق میں صفحہ ۱۶ - ۲ پائی۔

مریضان تپدق کے لئے ہدایات صفحہ قیمت ۱ پائی۔

صبح کی بندگی۔ کیا ہے۔ اور اس کے فائدے کیا کیا ہیں۔ بڑی تقطیع کے ۔۔ قیمت

تقویتہ الایمان۔ خدا کے تجسم و خداوند المسیح کی الوہیت کے ثبوت میں۔ صفحہ ۲۲ ۲ ؍

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے کمرے موزوں اور کافی کرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہٰذا اطلاع دیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

بورڈنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری تک فی طالب علم پانچ روپیہ اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ۔

کلاس فیس سرکاری کا ⅔ ہو۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہو علاوہ ازیں جرکشا اعہ سے اعہ تک۔ بردکرنل عہ سے عہ تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ٹی ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔